VFAST Transactions on Islamic Research
http://vfast.org/journals/index.php/VTIR@ 2018 ISSN(e): 2309-6519;ISSN(p): 2411-6327
Volume 6, Number 1, January-December, 2018 pp. 40–53

مہرکی تحقیق اور اس کی شرعی حیثیت

DOWER (MAHAR) AND ITS LEGAL STATUS IN ISLAMIC LAW

[1]Mr. Mohammad Zubair [1]Dr.Mohammad Naeem[2] Dr.Nasreen Tahir Malik[3] Dr.Abzahir Khan[4]
[1] Lecturer Department Of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University Mardan (PAK)
zubair@awkum.edu.pk
[2] Assistant Professor, Department of Islamic studies, Abdul Wali Khan University Mardan (PAK)
drnaeem@awkum.edu.pk
[3]Assistant Professor, National University Of Modern Languages Islamabad Pakistan(PAK)
dranasreentahirmalik@gmail.com
[4] Assistant Professor, Department of Islamic studies, Abdul Wali Khan University Mardan (PAK)
abzahir@awkum.edu.pk

ABSTRACT: *Dower is a sum of money or property which the wife is entitled to receive from husband in consideration of marriage. It is regarded as a financial right of wife and is a payable debt on husband. Quran, Sunnah and The Islamic Jurisprudence have explained the concept of dower in detail.In this article the definition of dower, its various kinds and its legal status have been discussed in light of the Islamic sources*.
Keywords: Quran ,Dower, Islamic Jurisprudence, Sunnah

مہر کی لغوی تحقیق

لفظ مہرجس کا مادہ [م-ہ-ر] ہے،باب فَتَح اورنَصر[مہر یَمْہرُمھْرًا] دونوں سے آتا ہے اس کی جمع مھوْرٌ اور مھوْرۃٌبروزن فعوْلٌ اور فعوْلۃٌآتی ہے[i]۔

اگر اس کا ماضی ہمزہ کے بغیر آجائے تو معنی مہر عطا کرنا آتا ہے ۔ "مھرْتُ المرْء ۃَ مھْرا، أی أعْطیْتُھا مھْرا"اوراگر مع ہمزہ کے آجائے توپھر دوسرے کی طرف سے مہر ادا کرنے کے معنی میں آتاہے چنانچہ أمْھرھَاکا مطلب ہوگا: اس عورت کو دوسرے کَیَ طَرَف سَےَ مہر اداکیا [ii]۔

مہرُ ُبمعَنی اجرتُ ُبھی آتاہےُ جَیسا کہ حدیث ہے :مہْرُ البَغِیِّ خَبیْث.[iii]' فاجرہ کی اجرت ناپاک ہے۔''

مہر کی اصطلاحی تحقیق

''إنّہٗ إسْم لِلمال الذِی یَجبُ فِي عَقدِ النِّکَاح عَلی الزَّوْج فِي مقَابَلۃِالبُضْع بالتسْمِیَۃِ أوْبالعقد[iv]''.

''مَہَراس مال کا نام ہے جو شوہر کے ذمے بیوی کے مٰنافع نفسٍ کے عوض مقر ر کرنے پر یا صرف عقد نکاح سے واجب ہوتا ہے ۔''

مہر کا ذکر شرع من قبلنا میں

تفسیر روحُ الْمَعانِیّ مٰیں امام آلوسیْ[v] فرماتے ہیں :اِنّ الصَّدِاقَ کَاْنَ فِي الشَّرْع مِنْ قَبْلِنَاْ لِلأوْلِیَاءِ بدَلِیْل قَوْلِہ تَعالی:(اِنِّی اریْدُاَنْ انْکِحک اِحْدَی ابْنَتَی ھَاتَیْن عَلی اَنْ تَاجُرنِی ثمانِی حِجج)ثم نُسِخَ فَصار ذٰلِک عَطِیَۃً[vi]

''مہر پچھلی شریعتوں میں اولیاء کاحق ہوتاتھا اللہ تعالی کے اس ارشاد کی بناء پر کہ جب شعیب علیہ السلام

نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا :میں ان دوبیٹیوں میں سے ایک کی نکاح تمہارے ساتھ کرانا چاہتا ہوں اس شرط پر کہ آپ میرے لئے آٹھ سال تک مزدوری کریں گے ۔لیکن پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا اور مہر عورت کے لئے عطیہ بن گیا۔''

مہرکا ذکر قرآن مجید میں

قرآن مجیدمیں کئی جگہوں پر مہر کا ذکر مختلف الفاظ کے ساتھ آیاہے ۔

لفظ صَدُقَاتٌ کے ساتھ

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

(وَاٰتُوْالنِّسَاءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَۃً)[vii]'اور تم لوگ بیویوں کو ان کے مہر خوش دلی سے ادا کرو ۔''

اس آیت مبارکہ میں مہر کے لئے لفظ صَدُقَاتٌ[صاد کے ضمہ کے ساتھ صداق یاصَدُقَۃٌ کی جمع]استعمال ہوا ہے جوعورت کے مہر کو کہتے ہیں[viii]۔

لفظ صداق صاد کی زیر اور زبرکے ساتھ[بروزن کِتابٌ وسَحابٌ] استعمال ہوتا ہے[ix] ۔

ملا علی القاریؒ [x]اس بارے میں فرماتے ہیں:

وَسُمِّیَ بِہٖ لِاَنَّہٗ یُظْهَرُ بِہٖ صِدْقُ الرَّجُلِ إِلَی الْمَرأۃِ[xi]

''مہر کو صداق اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کے مادہ میں صدق [سچ]کا مفہوم پایا جاتا ہے اور مہر سے بھی شوہر کا اپنی بیوی کی طرف سچا میلان ظاہر ہوتا ہے۔''

لفظ نحلۃکے ساتھ

اما م راغب اصفہانیؒ [xii]فرماتے ہیں :النِّحْلَۃُعَطِیَّۃٌ عَلَی سَبِیْلِ التَّبَرُّعِ،وَھُوَأخَصُّ مِنَ الھِبَۃِ.''نحلہ تبرع اور احسان کے طور پر دئے جانے والے عطیے کو کہتے ہیں جو ہبہ سے خاص ہے [xiii]۔ ''

تفسیر روح المعانی میں ہے :أَنَّ النِّحلۃَ لَیْسَتْ مُطلَقَ الإیتَاءِ بَلْ ھِیَ نَوْعٌ مِنْہٗ وَھُوَ الإیتاءُ عَنْ طِیْبِ نَفْس[xiv]

''نحلہ مطلق دینے پر دلالت نہیں کرتا بلکہ یہ ایک خاص قسم ایتاء ہے جو بطیب خاطر دیا جاتا ہے۔ ''

یہاں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ نحلہ میں عدم عوض کا مفہوم پایا جاتا ہے حال آں کہ مہر تو بعوض ہوتا ہے ۔

اس اشکال کا ازالہ امام آلوسیؒ نے ان الفاظ میں کیا ہے:

لَمَّا کانَ للزَّوْجَۃِ مِثْلُ مَا لِلزَّوْجِ ۔۔وَتَزِیدُ عَلَیْہِ بِوُجُوْبِ النَّفَقَۃِ وَالْکِسْوَۃِ کانَ المَھْرُ مَجَاناً[xv]

عورت کو مرد کے برابر منافع حاصل ہوتے ہیں اورنان نفقہ پوشاک وغیرہ اس پر مستزاد ہیں تو اس صورت میں مہر اس کے لئے مفت کا مال اور اعزازیہ بن جاتا ہے[xvi]۔''

لفظ طول کے ساتھ

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

(وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْکُمْ طَوْلاًاَنْ یَنْکِحَ الْمُحْصَنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ[xvii]

اورجو تم میں سے طاقت نہ رکھے کہ وہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے تو پھر لونڈیوں کو ا ن کے ما لک کی اجازت کے ساتھ نکاح میں لے۔

امام قرطبیؒ [xviii]اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

وَطَوْلاًفِی ضِدِّالْقَصْرِ وَالْمُرَادُ ھَاہُنَاالْقُدْرَۃُعَلَی الْمَہْرِ[xix]

''لفظ طول، قصر کی ضد ہے اور یہاں اس سے مراد مہر کی آدائیگی پر قدرت ہے۔''

لفظ نکاح کے ساتھ

سورۃ النور میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:
وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَايَجِدُوْنَ نِكَاحاًحَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ[xx]
اورجو تم میں نکاح کرانے سے عاجز ہیں انھیں چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو گناہ میں پڑھنے سے بچائے رکھیںیہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی کردے۔
تفسیر قرطبی میں ہے:
اَلنِّكاحُ ہاہُنَاما تُنْكَحُ بِہٖ المَرْأَةُ مِنَ الْمَهْرِ وَالنَّفَقَةِ كَاللِّحَافِ اِسْمٌ لِمايَلْتَحِفُ بِہٖ[xxi]
لفظ نکاح یہاں مہر اور نفقہ کے معنی میں آیا ہے جس کے عوض عورت سے نکاح کیا جاتا ہے جس طرح لفظ لحاف دلالت کرتا ہے اس چیز پر جس کو جسم پر لپیٹا جاتا ہے۔

لفظ أجْرکے ساتھ

سورۃالنساء میں ارشاد خداوندی ہے:
(وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً)[xxii]
''ان کو مہر دو جو کچھ مقرر کرچکے ہو ۔''
تفسیر روح المعانی میں ہے:
وَسُمِّيَ الْمَهْرُ أجْرًا لِأنَّہٗ بَدَلٌ عَنِ المَنْفَعَةِ لَا عَنِ العَيْنِ[xxiii]
''مہر کو اجر سے موسوم کیا گیا کیوں کہ یہ بدل ہے منفعت کی نہ کہ عین چیز کی ۔''

لفظ فریضۃکے ساتھ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:
لاَجُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَالَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْتَفْرِضُوْالَهُنَّ فَرِيْضَةً[xxiv]
''تم پر کوئی گناہ نہیں اگرتم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی قبل اس کے کہ انہیں ہاتھ لگایا ہو یا ان کے لئے مہر مقرر کیا ہو ۔''
امام راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں:
فَرِيْضَةً اَى سَمَّيْتُمْ لَهُنَّ مَهْرًاواَوْجَبْتُمْ عَلَى اَنْفُسِكُمْ بِذالِكَ[xxv]
''کہ تم نے ان کے لئے مہر مقرر کیا اور اپنے اوپر اس کو لازم قرار دیا ۔''
سورۃ الاحزاب میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:
قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْ اَزَوَاجِهِمْ [xxvi]
''ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مقرر کیا ہے ان پر بیویوں کے حق کے طور پر۔''
تفسیر مدارک التنزیل میں ہے:
أىْ مَا أوْجَبْنَا مِنَ المُهُوْرِ عَلَى أُمَّتِكَ فِيزَوْجَاتِهِمْ أوْمَا أوْجَبْنَا عَلَيْهِمْ في أزْوَاجِهِمْ مِنَ الْحُقُوْق[xxvii]
ہمیں معلوم ہے وہ کچھ جو ہم نے آپ کی امت کے مردوں پر ان کی بیویوں کے مہراور دیگر حقوق کے طور پر واجب کر رکھے ہیں ۔
علامہ سرخسیؒ[xxviii]فرماتے ہیں:
والقولُ بِاَنّ الْمَهْرَ غَيْرُ مُقَدّرٍ شَرْعاًبَلْ يَكُوْنُ اِيْجَابُ أصْلِهٖ بَالْعَقدِ وَبَيَانُ مِقْدَارِهٖ مُفَوّضاً إلى رأى الزّوجَيْنِ[xxix]
''اور یہ کہنا کہ مہر شرعاًمقدر نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مہر کا اصل وجوب [نفس وجوب] عقد نکاح سے ثابت ہے اوراس کی تقدیر زوجین کی رائے پر موقوف ہے ۔''

مہر کا ذکر سنت رسول میں

رسول اللہانے ایک شخص سے فرمایا [جونکاح کا ارادہ رکھتا تھا اور اس کے پاس کچھ نہیں تھا] : اِلْتَمِسْ

وَلَوْخَاتَماً مِنْ حَدِیْدٍ[xxx]’’یعنی ڈھونڈلو اگر چہ لوہے کی انگوٹھی کیوں نہ ہوں۔‘‘اس سے ثابت ہواکہ عورت کو نکاح کے عوض مہر کی ادائیگی ضروری ہے ۔
نبی کریم اکا ارشاد ہے:
اَحَقُّ مَااَوْفَیْتُمْ مِنَ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوا بِہٖ مَا اسْتَحلَلْتُمْ بِہٖ الفُرُوْجَ[xxxi]
جن شرطوں کا پورا کرنا تمہارے اوپر لازم ہے ان میں اہم شرط اس چیز کی ادائیگی ہے جس کے ذریعے تم نے شرم گاہوں کو حلال کردیا ہے ۔‘‘
علامہ بدرالدین عینی [xxxii]ؒشارح بخاری اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں :
وَہُوَ أنّ أحَقَّ الشّرُوطِ بِالْوَفاءِ مَا یَسْتَحِلُّ بِہٖ الرَّجُلُ فَرْجَ المَرْأۃِ وَہُوَ الْمَہْر[xxxiii]
حدیث کا معنی یہ ہے کہ نکاح کی شرائط پوری کرنے میں اہم شرط جس کی ایفاء ضروری ہے وہ مہر ہے جس کے سبب مرد عورت سے انتفاع کو جائز بناتا ہے ۔
رسول اللہ ا ازواج مطہرات کے لئے مہر مقرر فرماتے تھے ۔
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا[xxxiv]سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ ااپنی ازواج مطہرات کے لئے کتنا مہر مقرر فرماتے تھے؟ تو آپ نے جواب دیا :
کان صداقہ لازوجہٖ ثنتی عشرۃ أُوْقِیَۃٍ وَنَشّاً۔۔۔۔۔۔فَتِلْکَ خَمْسُ مِاءۃِ دِرْہَمٍ[xxxv]
’’آپ اکی اپنی ازواج مطہرات کے لئے مہر کی مقدار ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی ہوا کرتی تھی جس سے پانچ سو درہم بنتے تھے۔ ‘‘
مہر کا ثبوت اجماع امت سے
اسی طرح مہر کی مشروعیت پر تمام امت کا اجماع ہے۔
اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَی مَشْرُوْعِیَۃ الصِّداقِ فِی النِّکاحِ[xxxvi]
نکاح میں مہر کے مشروع ہونے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔
مہر کا حکم
مہر شرعاًواجب ہے اور اس کا وجوب شریعت کے قطعی دلائل سے ثابت ہے۔
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :
وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّاوَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْابِاَمْوَالِکُمْ [xxxvii]
’’اور باقی عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں یہ کہ تم ان کو اپنے مالوں کے ذریعے نکاح میں لانا چاہو۔‘‘
امام ابو بکر جصاصؒ [xxxviii]اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں:
فَعَقدُ الإبَاحِۃِ بِشَرِیْطَۃِ إیْجَابِ بَدَلِ البُضْعِ وَہُوَ مَالٌ فَدَلَّ عَلَی مَعْنَیَیْنِ أحَدُہُمَا: أنَّ بَدَلَ البُضْع وَاجِبٌ أنْ یَکُونَ مَا یُسْتَحَقُّ بِہٖ تَسْلِیمُ مَالٍ وَالثَّانی:أنْ یَکُوْنَ المَہْرُ مَا یُسَمَّی أمْوالاً[xxxix]
نکاح کو مال کے عوض مباح کرنے سے دو معنوں پہ دلالت ہوتی ہے ،ایک یہ کہ نکاح مہر سے خالی نہیں ہوسکتا اور تسلیم نفس مال کو واجب کرنے کا استحقاق رکھتا ہے ،دوسرے یہ کہ مہر وہ چیز ہونی چاہیے جو عرفاً مال کا مصداق ہو۔
امام ابن العربی المالکی[xl]احکام القرآن میں فرماتے ہیں:
وَھٰذایَدُلُّ عَلَی وُجُوْبِ الصَّدَاقِ فِی النِّکَاحِ[xli]
اوریہ آیت نکاح میں مہرکے وجوب پر دلالت کرتی ہے۔
امام ابو بکر کاسانیؒ [xlii]فرماتے ہیں ۔

أنّ الأصْلَ فِي الاِبْضَاعِ وَالنُّفُوْسِ هوَالحُرْمَۃُ وَالإبَاحَۃُ تَثْبُتُ بِهٰذا الشَّرْطِ[xliii]۔
اصل نفوس میں حرمت ہے اوران نفوس محترمہ کی اباحت اس شرط [مہر] کے ساتھ ثابت ہے ۔
تفسیر مدارک میں ہے:
وَفیہِ دلیل علٰی اَن النکَاحَ لا یَکُونُ اِلا بمَهرٍوَانہ یَجِبُ وان لَم یُسَمِ[xliv]
اور اس میں دلیل ہے اس بات کی نکاح بغیر مہر کے نہیں ہوتااورواجب ہوتا ہے اگر چہ بوقت عقد اس کا ذکر نہ کیا جائے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد (وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَۃً)[xlv]بھی وجوب مہر پر دال ہے۔
امام ابن العربی میں فرماتے ہیں:
کہ لفظ فَرِيْضَۃً میں دو توجیہ ہیں ،یا تو یہ اٰتُوْهُنّ[اتیان]کی صفت ہے جس سے امر وجوب کے لئے خاص ہوجاتا ہے اور یا اُجُوْرَهُنَّ[اجر]کی صفت ہے جو بمعنی تقدیر آئے گا جس کا مطلب ہوگا
:أُعْطُوْهَاصَدَاقَهَاكَامِلاًوَلَاتاخُذُوامِنْہُ شَيْئاً۔کہ انہیں ان کے مہر پورے کے پورے ادا کرو اور ان سے کوئی چیز نہ لو[xlvi]۔

مہر کے وجوب کی حکمتیں

اسلامی تشریع کا کوئی حکم حکمت ومصلحت سے خالی نہیں ہوتا۔مہر کی مشروعیت میں بھی متعدد مصالح ہیں جن میں چند کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔
١:مہر عقد نکاح کی وقعت واہمیت کو واضح کرتا ہے۔
٢:عورت کے شرف کوثابت کرتا ہے اور اس کی قدر ومنزلت میں اضافہ کرتا ہے۔
٣:عائلی زندگی کے حسن انتظام کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے اور باہمی الفت ومحبت کے ماحول کو فروغ دیتاہے۔
۴:گھریلومعاشرت کو بطریق احسن نمٹانے میں مرد کے حسن نیت پر دلالت کرتا ہے اور اسے پابند کرتا ہے کہ عورت کے جملہ حقوق کا ضامن بنے ۔
۵:نکاح جیسے مقدس رشتے کو دوام بخشنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔
مہر اگر چہ واجب ہے تاہم عقد نکاح میں نہ رکن ہے اور نہ شرط
مہر نکاح کے ارکان وشرائط میں داخل نہیں ہے۔ اس کے بغیر بھی نکاح ہوجاتا ہے ۔اس کا وجوب دو طریقوں سے ہوتا ہے ۔
١:تسمیہ یعنی مقرر کرنے سے ٢:عقد یعنی صرف نکاح سے
مہر کا صرف نکاح سے واجب ہونے سے مراد اس کا نفس وجوب ہے کہ عقد کے وقت سے اس کا لزوم آگیا ۔
۔اس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے۔
(لَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَالَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْتَفْرِضُوْالَهُنَّ فَرِيْضَۃً[xlvii]
''تم پر کوئی گناہ نہیں اگرتم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی قبل اس کے کہ انہیں ہاتھ لگایا ہو یا ان کے لئے مہر مقرر کیا ہو ۔''
احناف کا نقطۂ نظر:امام ابوبکرکاسانیؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:
رَفَعَ سُبْحَانَہ عَمَّنْ طَلَّقَ فَي النِّكاحِ لَا تَسْمِيَۃَ فِيْہِ،وَالطَّلَاقُ لَايَكُوْنُ اِلَّابِعْدَ النِّكَاحِ فَدَلَّ عَلَى جَوازِ النِّكَاحِ بِلَا تَسمِيَۃٍ[xlviii]
''اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے گناہ اٹھالیا جنہوں نے اس نکاح کے بعد طلاق دی جس میں مہر مقرر نہیں ہوا

اور طلاق نکاح کے بعد ہوتا ہے پس یہ دلالت کرتا ہے کہ بدون ذکر مہر کے نکاح درست ہے۔''
اس نص سے ثابت ہوتا ہے کہ طلاق دینا قبل از دخول اور قبل از تسمیہ مہر مباح ہے اور اس میں کوئی گناہ نہیں جس سے اس طرف بھی اشارۃملتا ہے کہ نکاح بغیر ذکر مہرکے درست ہے ۔
حدیث میں ہے کہ کسی نے عبداللہ بن مسعودؓ [xlix]سے پوچھا کہ ایک عورت جس کا شوہر وفات پاگیا ہے اور اس کے لئے نہ مہر مقرر ہے اور نہ اس کی شادی ہوئی ہے تو اس عورت کا کیا حق ہوگا ؟تو آپ نے فرمایا:لَهَا مِثْلَ صَدَاقَ نِسَاءِهَالَا وَكَسَ وَلَاشَطَطَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَاالْمِيْرَاثُ[l]
اس عورت کے لئے اس کے خاندان کی دوسری عورتوں کے برابر مہر ہوگا جس میں نہ کمی ہوگی نہ زیادتی ۔اس عورت پر عدت وفات گزارنا واجب ہے اور اس کے لئے میراث بھی ثابت ہے ۔
اس روایت سے بھی واضح ہوتا ہے کہ نکاح تسمیہ مہر کے بغیر درست ہے۔
مالکیہ کا نقطۂ نظر:ان کے ہاں مہر کے تذکرہ کے بغیر نکاح درست نہیں اورنکاح کی صحت کے لیے شرط ہے ۔وہ فرماتے ہیں :يُفْسَخُ قَبْلَ الدُّخُوْلِ وَ يكُونُ لَهَا بَعَدَالدُّخُوْلِ صَدَاقُ الْمِثْلِ [li]

کہ یہ نکاح دخول سے پہلے فسخ کیا جائے گا اور دخول کے بعد نکاح برقرار رکھا جائے گا اور مہر مثل واجب ہوگا۔
شوافع کا نقطۂ نظر:وہ فرماتے ہیں :اِنَّ عَقْدَ النِّكَاحِ يَصَحُّ بِغَيْرِ فَرِيْضَةِ صَدَاقٍ[lii].کہ عقد نکاح مہر مقرر کیے بغیر درست ہے ۔
حنابلہ کا نقطۂ نظر:وَيَسْتَحِبُّ اَنْ لَا يُعْرَى النِّكَاحُ عَنْ تَسْمِيَةِ الصَّدَاقِ[liii].یعنی مستحب یہ ہے کہ نکاح مہر کے ذکر سے خالی نہ ہو۔
اہل الظواہر کا نقطۂ نظر :اس مکتبۂ فکر کے ہاں بھی نکاح بھی درست ہے البتہ مہر کے نفی کی شرط کی صورت میں فسخ نکاح کا حکم لگاتے ہیں ۔وَلَا يَصِحُّ النِّكَاحُ عَلَى شَرْطِ اَصْلاً[liv].کہ شرط کے ساتھ نکاح اصلاً ہی درست نہیں۔
البتہ بوقت نکاح اس کا تذکرہ مسنون ہے کہ آپ علیہ السلام ہر نکاح میں مہر کا تعین فرماتے تھے نیز اس کا ذکر خیر کا سبب اور تنازع سے بچنے کا باعث ہے۔

مہر کی مقدار

مہر کی زیادہ سے زیادہ مقدار کی کوئی حد شریعت میں مقرر نہیں ۔قرآن مجید میں ہے:
وَاِنْ اٰتَيْتُمْ اِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًافَلَا تَاْخُذُوْامِنْهُ شَيأً[lv]
اور اگر تم نے اپنی بیویوں میں سے ایک کو بہت سا مال دیا ہو تو بھی اس میں سے کچھ نہ لو۔
امام راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں:
قنطاراور قنطرہ کی جمع قناطیرآتی ہے اور قنطرہ پل کو کہتے ہیں مَا فِيهِ عُبُورُ الْحَياةِ تَشْبِيهًابِالْقَنْطَرَةِوَذٰلِكَ غَيْرُمَحْدُوْدِالْقَدْرِ فِى نَفْسِهِ[lvi].جس پرزندگی کا گذران موقوف ہوتاہے اور یہ اپنی مقدار میں غیر محدود ہوتا ہے ۔اس سے ثابت ہوا کہ مہر کی کوئی انتہائی حد مقرر نہیں ۔
سیدنا عمر فاروقؓ [lvii]نے مہر میں حد درجہ مبالغہ کے رجحان کو کم کرنے کے لئے اس کی تحدید کرنی چاہی اور برسر منبر اعلان فرما یا:تم عورتوں کے مہر میں غلو سے کام نہ لو کیوں کہ اگر یہ کوئی بہتر چیز ہوتا تو رسول اللہ سب سے زیادہ مقرر فرماتے حال آنکہ آپ نے اپنی بیویوں اور بیٹیوں کے لئے بارہ اوقیہ چاندی سے زیادہ مہر مقرر نہیں کیا جو چارسو درہم بنتی ہے جو کوئی اس سے زیادہ مقرر کرے گا وہ بیت المال میں جمع ہوگا۔اس پر ایک قریشی عورت نے تنبیہ کی کہ اے عمرؓ !آپ کا فیصلہ درست نہیں

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے کوئی حد مقرر نہیں کی اور دلیل میں اوپر والی آیت پیش کی جس پر سیدنا عمرؓ نے فرمایا:
اِمْرَءَ ةٌاَصَابَتْ وَرَجُلٌ اَخْطَأَ.''عورت حق تک پہنچ گئی اور مرد کوخطا ہوگئی۔''آپؓ دوبارہ منبر پر چڑھ گئے اور حکم واپس لے لیا [lviii]۔
لیکن اس کے باوجود مہر میں تخفیف مستحسن اور موجب خیر وبرکت ہے ۔
ارشاد نبوی ہے :خَیْرُ النکاحِ اَیْسَرُہ،[lix]''کہ مہر میں بہتر اس کا آسان [کم]ہونا ہے۔''

مہر کو کم مقرر کرنے فوائد

-: نوجوان مردجو مہر اورشادی کے اخراجات نہ پورے کرنے کے سبب غیر شادی شدہ رہتے ہیں ،کے لئے نکاح کرنا آسان ہوجاتا ہے ۔
-: انفرادی اور اجتماعی مفاسد کا سد باب ہوگا اور بے راہ روی کی روک تھام ہوگی۔
-: نمود ونما ئش کی جگہ سادگی کو فروغ ملے گا ۔

مہر کی کم سے کم مقدار

مہر کی کم سے کم حد میں فقہاء کا اختلاف ہے۔
احناف کے نزدیک اس کی مقدار دس درہم یا ایک دینارہے ۔ان کی دلیل وہ روایت ہے جس کو سنن بیہقی اور سنن دارقطنی میں ان الفاظ سے نقل کیا گیا ہے :لاَمَہْرَ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَۃِ دَرَاھِمَ[lx].مہر دس درہم سے کم نہیں ہوگا۔دوسرے وہ قیاس کرتے ہیں مہر کو سرقہ کے نصاب پر جودس درہم ہے.جن احادیث میں دس درہم سے کم کا ذکر ہے مثلاًاِلْتَمِسْ وَلَوْخَاتَماً مِنْ حَدِیْد[lxi].''یعنی ڈھونڈلو اگر چہ لوہے کی انگوٹھی کیوں نہ ہوں۔''وہ محمول گردانتے ہیں مہر معجل پر کہ عربوں کی عادت ہوتی تھی کہ مہر کا کچھ حصہ تعجیلاً عورت کودیا کرتے تھے ۔
فقہ مالکی کے فقہا ء کے نزدیک اس کی مقدار دینار کا چوتھائی یا تین چاندی کے خالص درہم ہیں[lxii]۔
شوافع اور حنبلی مکتبۂ فکر کے نزدیک مہر کی کم سے کم مقدار کی حد نہیں ہے۔ان کے ہاں کسی مقدار پر اس کو محدد کرنا درست نہیں ۔مال کے قلیل یا کثیر ہونے کی کوئی قید نہیں بلکہ جانبین جس مقدار پر راضی ہو جائیں وہی درست ہے ۔وہ عقد نکاح کو عقد بیع پر قیاس کرتے ہیں ۔نکاح اور بیع کے مابین علت]عقد کا اشتراک [ہے۔ جو چیز عقد بیع میں قیمت اور ثمن کی صلاحیت رکھتی ہے وہی چیز عقد نکاح میں مہر مقرر ہوسکتی ہے ۔اس کے ساتھ یہ ضروری ہے کہ یہ مقدار اتنی کم نہ ہو جو حد تموّل [جس کو مال کہا جائے]سے کم ہو[lxiii]۔
ان کا دوسرا استدلال قرآن مجید کا یہ بیان ہے :(اَنْ تَبْتَغُوْابِاَمْوَالِکُم)[lxiv]''یہ کہ تم ان کو اپنے مالوں کے ذریعے نکاح میں لانا چاہو۔''اس آیت میں مطلق مال کا ذکر ہے جو نکاح کے بدلے میں دیا جا تا ہے اور قاعدہ یہ ہے :'اَلمُطْلَقُ یَجْرِیِ عَلَی اِطْلَاقِہٖ[lxv].''یعنی جو حکم مطلق ہو وہ اپنے اطلاق پر محمول ہوگا۔''لہٰذا یہاں بھی مطلق مال مذکور ہے جو قلیل وکثیر کی قید سے خالی ہے۔
فقہائے ظاہریہ کے نزدیک بھی اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے ان کے ہاں جس چیز پر ہبہ یا میراث میں تملیک آتی ہو یا جس شے کی تنصیف ہوتی ہو خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ مہر بننے کی صلاحیت رکھتی ہے ۔البتہ وہ نکاح کو بیع پر قیاس کرنے کو درست نہیں مانتے[lxvi]۔

مہر کی مسنون مقدار

مناسب یہی ہے کہ جانبین مہر کے معاملہ میں میانہ روی سے کام لیں نہ اتنی زیادہ مقرر ہو کہ مردساری عمر اس کی ادائیگی سے قاصر رہے ۔نہ اتنی کمی کی جائے کہ اس کی کوئی وقعت ہی نہ ہو ۔

مہر کے تقرر میں رسول اللہ ﷺکی اتباع مستحب اور اولیٰ ہے جس کی مقدار ۵۰۰ درہم ہے جو موجودہ حساب سے ۱۴۸۷ گرام بنتا ہے ۔

مہر کی تعجیل اور تأجیل

مہر معجل:معجل تعجیل سے ہے جس کا معنی ہے علی الفور ۔یہ مہر کی وہ قسم ہے جس کی ادائیگی دست بدست اور مجلس عقد میں ضروری ہو یا جو عورت کی طلب پر موقوف ہواور جب بھی عورت مطالبہ کرے خاوند اس کو دینے کا پابند ہو۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے:

اِنَّ الْمُعَجَّلَ اِذَا ذُكِرَ فِي الْعَقْدِ مَلَكَتْ طَلَبَہ‘[lxvii]. ’’جب عقد میں مہر معجل کا ذکر آجائے تو اس وقت سے عورت کو مطالبہ کا حق رہتا ہے۔

مہر مؤجل:مؤجل تأجیل سے اور اس کا معنی ہے مدت مقرر کرنا ۔یہ مہر کی وہ قسم ہے جس میں ادائیگی کے لئے کوئی میعاد یا مدت مقرر کی جائے ۔اس مدت مقررہ سے پہلے عورت کو مطالبہ کا حق نہیں اور مرد پر ادائیگی لازمی نہیں ۔اس میعاد کی تعین سال ،دوسال ،طلاق یا موت تک ہوسکتی ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

لاَخِلَافَ لِاَ حَدٍاَنَّ تَاَجِيْلَ الْمَہْرِ اِلٰی غَايَۃٍ مَعْلُوْمَۃٍنَحْوَ شَہْرٍاَوْسَنَۃٍصَحِيْحٌ[lxviii]

اس میں کسی کا خلاف نہیں کہ مہر میں مدت ،ایک معلوم انتہاء مثلاًایک مہینہ یا ایک سال تک مقرر کرنا درست ہے۔

یہ ضروری ہے کہ:

تأجیل فاحش نہ ہوں، مثلاً مالداری کے وقت تک مدت مقرر ہو تو یہ درست نہیں۔

تاریخ اور مدت مجہول نہ ہوں۔اس طرح کہ مؤجل کہہ دیا جائے اور اجل کی تعین نہ ہوجائے ۔

ان دونوں صورتوں میں مہر معجل ہی واجب ہوتا ہے جیسا کہ درمختا ر کی عبارت ہے :

اِذَا جُہِلَ الْاَ جَلُ جِہَالَۃً فَاحِشَۃًفَيَجِبُ حَالاً[lxix]

’’جب مدت بالکل غیر متعین ہو تو پھر معجل ہی واجب ہوتا ہے۔‘‘

ایک شبہ کا ازالہ

موت اور طلاق میں بھی جہالت اجل ہے تو مہر کی ادائیگی موت یا طلاق سے مشروط کرنے میں تأجیل کیسے درست مانا جاتا ہے ؟

اس کا جواب فتاویٰ ہندیہ میں ان الفاظ کے ساتھ دیاگیا ہے:

وَتَأوِيْلُہ‘اَنْ يُذْكَرَ التَّأجِيلُ اِلٰی وَقْت الْمَوْتِ اَوِالطَّلاقِ لَا يَصِحُّ لِجَہَالَۃٍوَالصَّحِيحُ اَنَّہ‘ يَصِحُّ لِاَ نَّہ‘ثابِتٌ عُرفاًبِلاَ ذِكْرٍفَذِكرُ الثابِتِ لا يُبْطِلُ[lxx]

موت یا طلاق کے وقت تک مہر کی تأجیل مدت جہالت اجل کی وجہ سے درست نہیں ہونی چاہیے لیکن عرفاًثابت ہونے کی وجہ سے یہ صحیح ہے۔

مہر کی ادائیگی کی مختلف صورتیں

کل مہر کا وجوب درمختار اور فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

وَالمَہْرُ يَتَأَكَّدُ بِأحَدِمَعَانٍ ثَلاَثَۃٍ،الدُّخُولُ وَالخَلْوَۃُ الصَّحِيْحَۃُ وَمَوْتُ اَحَدِ الزَّوْجَينِ[lxxi]

مہر تین چیزوں میں سے ایک کی موجودگی سے ثابت ہوتا ہے اور پورا واجب ہوتا ہے ۱:ہم بستری ۲:خلوت صحیحہ ۳:زوجین میں کسی ایک کی موت ۔

ہم بستری سے کل مہر کا وجوب اس آیت کریمہ سے ثابت ہے:
وَاِنْ اَرَدتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّکَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَیْتُمْ اِحْدَاهُنَّ قِنْطَاراً فَلَا تَأخُذُوْا مِنْہُ شَیْئاًlxxii
اگر تم ارادہ کرلو کہ ایک بیوی کو پہلی بیوی کی جگہ بدلو اورتم اسے ڈھیروں مال دے چکے ہو اس مال سے کوئی چیز نہ لو۔
خلوت صحیحہ جو ہم بستری کا قائمقام ہے سے پورا جب کہ خلوت فاسدہ سے نصف مہر واجب ہوتا ہے ۔
خلوت صحیحہ کی تعریف فقہاء ان الفاظ میں کرتے ہیں:
وَاِذَا خَلاَ الرَّجُلُ بِاِمْرَأتِہٖ وَلَیْسَ ھُنَاکَ مَانِعٌ مِنَ الوَطِيِ ثُمَّ طَلَّقَہَا فَلَہَا کَمَالُ المَہْرِ lxxiii
اگر مرد اپنی زوجہ کے ساتھ ایسی جگہ جدا ہوجائے جہاں ہم بستری سے کوئی مانع نہ ہو تو طلاق کی صورت میں عورت کے لئے پورا مہر واجب ہوگا ۔
وَ اِن کَانَ اَحَدُہُمَا مَرِیْضاًاَوصَایِماً فِي رَمَضَانَ اَوْ مُحْرِماً بِحَجٍّ فَرْضٍ اَوْنَفْلٍ اَوْبِعُمْرَۃٍ اَوْ کَانَتْ حَایِضاً فَلَیسَتِ الخَلْوَۃِ الصَّحیِحۃُ حَتّٰی لَوْ طَلَّقَہَا کانَ لَہَا نِصفُ المَہْرِ لِاَ نَّ ھٰذِہِ الاَ شْیَاءِ مَوَانِعُlxxiv
اگر ان دونوں میں سے ایک بیمار ہے یا رمضان میں روزے سے ہے یا حج وعمرے کا احرام باندھے ہوئے ہے یا عورت حالت حیض میں ہے تو یہ خلوت صحیحہ نہیں ہے بصورت طلاق عورت کے لئے نصف مہر ہوگا ۔
میاں بیوی میں کسی ایک کی موت سے کل مہر واجب ہوتا ہے کیوں کہ موت سے کوئی حق ساقط نہیں ہوتا بلکہ اور ثابت ہوجاتا ہے ۔
وَبِالْمَوتِ یَنْتَہِي النِّکَاحُ نِہَا یَتَہ، وَالشَّیءُ بِاِنْتِہَاءِہٖ یَتَقَرَّرُ وَیَتَأَکَّدُبِجَمِیْعِ مَوَاجِبِہ lxxv
اور موت سے نکاح اپنی انتہاء کو پہنچ جاتا ہے اور کوئی چیز اپنی انتہاء پہنچنے پر ثابت ہوجاتی ہے پس نکاح بھی اپنے تمام احکام سمیت ثابت ہوگا۔
نصف مہر کا وجوب اگر مہر مقرر ہواور ہم بستری یا خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق مل جائے تو عورت کے لئے نصف مہر واجب ہوگا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْھنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسّوْھنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَہنَّ فَرِیْضَۃً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ lxxvi
اور اگر تم نے بیویوں کو ہم بستری سے پہلے طلاق دے دی اس حال میں کہ تم نے ان کے لئے مہر مقرر کیا تھا تو ان کے لئے مہر مقررہ کا نصف واجب ہوگا۔
مہر مثل کا وجوب اگر مہر مقرر نہ ہو اور خلوت صحیحہ ہوچکا ہو تو طلاق پڑنے کی صورت میں مہر مثل واجب ہوگا یہی حکم موت واقع ہونے کی صورت میں بھی ہے البتہ موت کے لئے خلوت اور رخصتی کی قید نہیں ۔مہر مثل کے لئے دلیل سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ والی حدیث ہے جو پہلے ذکر ہوچکی ہے۔
متعہ کا وجوب :اگر نکاح ہوچکا ہو اور مہر مقرر نہ ہواور عورت کو رخصتی سے قبل طلاق مل جائے تو اس صورت میں عورت کو متعہ دیا جا ئے گا ۔متعہ کا معنی ہر وہ شے ہے جس سے انسان فائدہ اٹھائے اس کا ثبوت قرآن مجید کی اس آیت سے ہے : لاَجُنَاحَ عَلَیْکُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَالَمْ تَمَسُّوْھُنَّ اَوْتَفْرِضُوْالَھُنَّ فَرِیْضَۃً فَمَتِّعُوْھُنَّ عَلَی الْمُوْسِعِ قَدَرُہ وَعَلَی الْمُقْتِرِ قَدَرُہ، مَتَاعاً بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَی الْمُحْسِنِیْنَlxxvii
اس آیت کریمہ میں فَمَتِّعُوْھُنَّ امر کا صیغہ ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے ۔اسی طرح حرف عَلَی الزام [لازم ہونے کا]معنی دیتا ہے ۔جمہورعلماء کے نزدیک متعہ اس صورت میں واجب ہے ۔
اس کی کوئی مقدارقران مجید نے متعین نہیں کی البتہ یہ بتلادیا کہ مالدار اور تنگ دست اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ادا کریں ۔

مہر عورت کا حق ہے اور اس کی معافی کا اختیار اس کو حاصل ہے

مہر عورت کی ملکیت ہے۔ اپنی رضا اور اختیارسے جس طرح چاہے استعمال میں لاسکتی ہے۔ وہ اس کو خرچ کرے ،اپنے پاس رکھے یا اپنے شوہر کو ہبہ [بخشش]کرے ہر طرح تصرف کی مجاز ہے ۔عورت کو اس حق سے محروم رکھنا گھناؤناجرم ہے ۔دور جا ہلیت میں عورت کا حق مہر اس کا ولی لیتا تھا اور کبھی نکاح کو مہر کی قید سے خالی رکھا جا تا تھا جیسا کہ نکاح شغار میں ایسا ہوتا تھا ۔اسلام نے نہ صرف عورت کا یہ حق لازم کردیا بلکہ عورت کو اس کا متصرف بھی بنا دیا ۔عورت اپنے حق مہر کو معاف کرسکتی ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ اس کو مالک بنا دیا گیا ہو اوریہ معافی اپنے شرح صدر اور طیب نفس سے کررہی ہو ۔ اگر حوالہ دینے سے پہلے مرد اس کی معافی کا مطالبہ کرے یا عورت کو اس کی مرضی کے خلاف مہر کی معافی پر مجبور کرے تویہ معافی درست نہیں سمجھی جائے گی ۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْہُ نَفْسًا فَكُلُوْہُ.........................) lxxviii

پس اگر یہ عورتیں تمہیں اپنی خوشی سے مہر کا کچھ حصہ معاف کریں تو اس کو لذت حاصل کرتے ہوئے خوشگوار سمجھتے ہوئے کھاؤ

حواشی

---

i لسان العرب ،محمد بن مکرم بن منظور الافریقی ۵ :۱۸۴ دار صادر بیروت سن ندارد

ii تاج العروس من جواہر القاموس،مرتضیٰ زبیدی ۱۴:۱۵۶دارالہدایہ بیروت سن ندارد

iii سنن الکبریٰ ،امام احمد بن حسین ،ابوبکر بیہقی کتاب الاجارۃ [۲۸]باب اکسب الاماء [۱۱]حدیث نمبر:[۱۲۰۲۱]مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد،ہند سن ۱۳۴۴ھ ۔یہ روایت صحیح ہے۔

iv ردالمختار ابن عابدین شامی ،کتاب النکاح باب المہر ۳:۱۰۰ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی سن ندارد

v محمود بن عبداللہ الحسینی،شہاب الدین الآلوسی بغدادی]۱۲۱۷۔۱۲۷۰ھ۱۸۰۲236-۱۸۷۵ء] مفسر ،محدث ،ادیب اورفقیہ ہوگذرے ہیں۔ سلفی العقائد تھے ۔کئی ممالک کے سفر کیے ۔مفید تصنیفی خدمات انجام دیے جن میں تفسیر روح المعانی بہت مشہور ہے ۔[الاعلام۷:۱۷۶]

vi روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی ،علامہ سید محمود آلوسی ۳:۱۹۸،مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان سن ندارد

vii سورۃا لنساء۴:۴

viii لسان العرب۱۰:۱۹۳

ix تاج العروس من جواہر القاموس۲۶:۱۲

x علی بن سلطان محمد ،نور الدین ملا ہروی القاری حنفی فقیہ ہرات افغانستان میں پیدا ہوئے اور مکہ مکرمہ میں سکونت اختیا ر کی اور وہیں [۱۰۱۴ھ۱۶۰۶236 ء]کووفات پائی ۔آپ نے فن تفسیر ،حدیث ،فقہ ،سیرت میں وقیع کتابیں لکھیں جن میں مشکوٰۃ المصابیح کی شرح

مرقاۃ المفاتیح بھی شامل ہے ۔[الاعلام،خیرالدین زرکلی۱۲:۵دارالعلم للملایین بیروت سن طباعت ۲۰۰۲ء]

[xi]مرقاۃ الفاتیح ملا علی القاری 7: 27 مکتبہ حقانیہ پشاور سن ندارد

[xii]حسین بن محمد بن مفضل ابوالقاسم اصفہانی لغت اور ادب کے امام تھے۔اصفہان [ایران]میں پیدا ہوئے ۔تاریخ ولادت معلوم نہیں ۔۵۰۲ھ۱۱۰۸236ء کو وفات پاگئے۔ [روضات الجنات،محمد باقر موسوی اصفہانی ۲۴۹ بدون نام طابع سن طباعت ۱۳۴۷ھ، الاعلام۲:۲۵۵]

[xiii]المفردات فی غریب القرآن ،امام راغب اصفہانیؒ ۱:۷۹۵دارالعلم بیروت۱۴۱۲ھ

[xiv]روح المعانی۳:۱۹۸

[xv]مصدر سابق

[xvi]مصدر سابق

[xvii]سور النساء۴:۲۵

[xviii]محمد بن احمد بن ابی بکر الانصاری الخزرجی الاندلسی ،ابوعبداللہ القرطبی [المتوفیٰ۶۷۱ھ۱۲۷۳236ء]کبار مفسرین میں سے ہیں ۔اپنے زمانے کے ایک زاہد اور متورع عالم ہوگذرے ہیں ۔قرطبہ میں پیداہوئے اور مشرق کی جانب ہجرت کی اور مصر میں وفات پاگئے ۔آپ کی تصنیفات میں الجامع لاحکام القرآن ،تذکرہ باحوال الموتی والآخرۃ اور التذکارفی افضل الاذکار زیادہ مشہور ہیں ۔[شذرات الذہب فی اخبار من ذہب عبد الحی بن احمدالعکری الحنبلی۵:۳۳۵ دارابن کثیر بیروت دمشق۱۴۰۶ء الاعلام ۵:۳۲۲]

[xix]الجامع لاحکام القرآن [تفسیر القرطبی]ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن ابی بکر القرطبی۵:۱۳۶دارالکتب المصریہ القاہرہ ۱۳۸۴ھ

[xx]سورۃ النور۲۴:۳۲

[xxi]تفسیر القرطبی۱۲:۲۴۳

[xxii]سورۃ النساء۴:۲۴

[xxiii]تفسیر روح المعانی ۳:۳

[xxiv]سورۃ البقرۃ۲:۲۳۶

[xxv]مفردات امام راغب۱:۶۳۰

[xxvi]سورۃا لاحزاب۳۳:۵۰

[xxvii]تفسیر مدارک التنزیل[بحاشیہ تفسیر خازن] ،علامہ نسفی۳:۱۳۶

[xxviii]محمد بن احمد بن سہل ،ابوبکر ،شمس الائمہ سرخس [خراسان ۔ایران]میں پیدا ہوئے قاضی اور فقہ حنفی کے مجتہد عالم تھے۔فقہ وقانون میں آپ کی مشہور تصنیف ’المبسوط ‘‘ بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔آپ نے امام محمدؒ کی کتب کی شروح لکھیں۔آپ کو حق گوئی کی وجہ سے آپ کو بادشاہ وقت نے قید میں ڈال دیا۔یہ عظیم محقق[۴۸۳ھ۱۰۹۰236ء]کو وفات پاگئے۔[الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیہ عبدالقادر بن ابی الوفا ء محمد القرشی ۲:۲۸میر محمد کتب خانہ کراچی سن طباعت ندارد ؛الاعلام ۵:۳۱۵]

xxixاصول السرخسی ،علامہ شمس الائمہ السرخسی ۱:۱۳۰،دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ

xxxصحیح البخاری ،محمد بن اسماعیل البخاری،کتاب النکاح [۷۱] با ب السلطان ولی بقول النبیﷺ[۴۱]حدیث نمبر۵۱۳۵۳

xxxiنفس مصدرکتاب النکاح [۷۱]باب الشروط فی النکاح [۵۳]حدیث نمبر ۵۱۵۱

xxxiiمحمود بن احمد بن موسیٰ ،بدرالدین العینی الحنفی]۷۶۲۔۸۵۵ھ۱۳۶۱236۔۱۴۵۱ء]مؤرخ ،علامہ، حنفی فقیہ اور کبار محدثین میں سے تھے۔اپ کا وطن اصلی حلب [عینتاب]ہے اسی وجہ سے عینی کہلاتے ہیں ۔مصر ،دمشق اور القدس میں بھی رہے ۔قاہرہ میں منصب قضاء اور احتساب پر فائز ہوئے ۔اس کے ساتھ تصنیفی اور تدریسی خدمات بھی انجام دیے۔قاہرہ میں وفات پاگئے ۔عمدۃ القاری ،معانی الاخیار فی رجال الآثار ،مصطلح الحدیث ورجالہٗ،البنایہ شرح الہدایہ وغیرہ جیسی سینکڑوں مفید تصانیف لکھیں ۔[الضو اللامع،علامہ سخاوی ۶۲:۵ت:۵۳۵دارالعلم بیروت سن ندارد الاعلام ۷؛۱۶۳]

xxxiiiعمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ،علامہ بدرالدین العینی ۴۶۶:۲۰

xxxivسیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بنت سیدنا ابو بکرصدیق ث،ام المؤمنین ،۹قبل ہجری ۶۱۳236 ء کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں ۔رسول اللہ اکی محبوب رفیقۂ حیات تھیں ۔علم وفضل ،ورع وتقویٰ اورجود وسخامیں اپنی مثال آپ تھیں ۔۲ہجری میں رسول اللہ اکی عقد میں آئیں۔اکثر صحابۂ کرام ثآپ سے مسائل پوچھا کرتے تھے ۔۵۸ھ۶۷۸236ء کو مدینہ منورہ میں وفات پاگئیں ۔آپ سے ۲۲۱۰ اَحادیث مروی ہیں۔(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، علامہ حافظ ابن عبدالبر المالکی ۲:۱۰۸ داراحیاء التراث العربی ۱۳۲۸؛الاعلام ۳:۲۴۰)

xxxvصحیح مسلم ،امام مسلم بن حجاج القشیری ،کتاب النکاح [۱۶]باب الصداق]۱۳ [حدیث ۷۸۔[۱۴۲۶]

xxxviالمغنی ،عبداللہ بن احمد ابن القدامۃالمقدسی ،ابومحمد،۸:۳دارالفکربیروت طباعت سن ۱۴۰۵ھ]

xxxviiسورہ النساء ۴:۲۴

xxxviiiاحمد بن علی الرازی ،ابوبکر الجصاص [۳۰۵۔۳۷۰ھ۹۱۷236۔۹۸۰ء]مشہور فقیہ اورحنفی مسلک کے مجتہد عالم تھے۔ چونے کاکام کرتے تھے اسی وجہ سے جصاص کہلاتے ہیں ۔بغداد میں سکونت اختیار کی اور وہیں وفات پاگئے ۔آپ نے مفید کتابیں تصنیف کیں جن میں احکام القرآن بہت مشہور ہے ۔[الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیہ ۲:۳۶۶؛اعلام ۱:۱۷۱]

xxxixاحکام القرآن ،امام ابو بکر جصاص۳:۸۶داراحیاء التراث العربی بیروت سن طباعت ۱۴۰۵ھ

xlمحمد بن عبداللہ بن محمد المعافری الاشبیلی المالکی ،ابوبکر ابن العربی]۴۶۸۔۴۵۳ھ۱۰۷۶236۔۱۱۴۸ء]قاضی اور حافظ الحدیث تھے۔علوم دین میں درجہ اجتہاد

پر قائم تھے ۔حدیث ،فقہ، تفسیر ادب اور تاریخ ہرفن میں کتابیں لکھیں ۔[سیر اعلام النبلاء۱۹:۱۳۰ت:۶۸حافظ شمس الدین ذہبی ،مؤسسہ الرسالۃ بیروت سن ندارد؛ الاعلام ۶:۲۳۰]

[xli]احکام القرآن ،ابن العربی ۲:۲۸۳دار اصداربیروت سن ندارد

[xlii]ابوبکر بن مسعود بن احمد الکاسانی ملک العلماء علاء الدین جلیل القدرحنفی عالم حلب(دمشق) میں پیدا ہوئے تاریخ پیدائش معلوم نہیں اپنے زمانے کے بڑے فقہیہ تھے ان کی کتاب بدائع الصنائع فقہ حنفی کی بنیادی مصدر سمجھی جاتی ہے ۔
[587ھ بمطابق 1191ء] کو وفات پاگئے۔[سیر اعلام النبلاء 4:305 اعلام 2 :70]

[xliii]بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، امام ابوبکر کاسانی 2: 264دارالکتب العلمیہ بیروت 1986ء

[xliv]تفسیر مدارک التنزیل و حقائق التاویل ،امام نسفی 1: 348 دارالکلم الطیب بیروت 1988ء

[xlv]سورۃ النساء 4: 24

[xlvi]احکام القرآن ابن العربی 1: 499

[xlvii]سورۃ البقرۃ 2: 236

[xlviii]بدائع الصنائع2: 274

[xlix]عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب ہذلی ابو عبد الرحمن اکابر صحابہ اور سابقین اولین میں سے ہیں ۔رسول کریم ﷺ کے خادم خاص تھے کوفہ میں تفسیر کا مدرسہ قائم کیا ،آیات قرآنیہ کے اسباب نزول سے خوب واقف تھے ۔سیدنا عثمان کے دور خلافت میں کوفہ سے مدینہ آگئے (32ھ بمطابق 653ء)کو تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔(غایۃ النہایہ فی طبقات القراء ابن الجزری 1: 458مکتبۃ الخانجی مصر 1351 ھ الاعلام 4: 277)

[l]سنن ابی داؤد ،امام سلیمان بن اشعث السجستانی کتاب النکاح (6) باب فیمن تزوج ولم یسم صداقاً(31) حدیث :2116

یہ حدیث صحیح ہے

[li]المدونۃ الکبریٰ ،ابن سحنون کتاب النکاح ،فصل فی النکاح بغیر ہبۃ 2: 192

[lii]الام ،امام شافعیؒ 5: 58 دارالمعرفۃ بیروت سن ندارد

[liii]المغنی 8: 4

[liv]المحلی بالآثار ابن حزم 9: 516 دارالفکر بیروت سن ندارد

[lv]سورۃ النساء 4: 20

[lvi]مفردات امام راغب 1: 677

[lvii]عمر فاروق رضی اللہ عنہ بن خطاب قرشی عدوی ابوحفص مکہ مکرمہ میں 40 قبل ہجری پیدا ہوئے سابقین اولین اور خلفائے راشدین اور عشرہ مبشرہ میں ہیں ۔نہایت شجاع اور اسلام پر مر مٹنے والے تھے ان کا دور خلافت اسلام کی اشاعت عدل وانصاف اور

عوام کی رفاہ میں ضرب المثل تھی آپ کی رائے کے موافق کئی آیات نازل ہوئیں ۔ 23ھ کو وفات پائی ۔(تہذیب الکمال حافظ مزی 21: 317 مؤسسۃ الرسالۃ بیروت 1413ھ الاعلام 5: 45)

[lviii] سنن النسائی ،احمد بن شعیب النسائی کتاب النکاح (25)باب التزویج علی سور من القرآن" القسط فی الاصدقۃ "حدیث نمبر :3349مجمع الزوائد علی ابن ابی بکر بن سلیمان الہیثمی 4: 284 مکتبۃ القدسی القاہرۃ سن 1994

[lix] نفس المصدر

[lx] سنن ابی داؤد کتاب النکاح (6) باب فیمن تزوج ولم یسم صداقاً(31)حدیث نمبر :2117

[lxi] صحیح البخاری کتاب النکاح [۷۱] با ب السلطان ولی بقول النبیﷺ[۴۱]حدیث :5135

[lxii] المدونۃ الکبریٰ کتاب النکاح 2: 223

[lxiii] الام کتاب النکاح باب المہر 5: 63 المغنی کتاب الصداق 10: 99

[lxiv] سورۃ النساء 4: 24

[lxv] اصول الشاشی ،علامہ نظام الدین الشاشی ص33 دارالکتاب العربی بیروت سن ندارد

[lxvi] المحلی کتاب النکاح 9: 91 ،92

[lxvii] البزازیہ علی ہامش فتویٰ ہندیہ کتاب النکاح 4: 132

[lxviii] الہندیہ کتاب النکاح باب السابع 1: 318

[lxix] الدرالمختار ابن عابدین شامی کتاب النکاح باب المہر 3: 144 ایچ ایم سعید کمپنی کراچی سن ندارد

[lxx] الہندیہ 1: 318

[lxxi] الدرالمختار 3: 102 الہندیہ 1: 303

[lxxii] سورۃ النساء 4: 20

[lxxiii] ہدایہ امام برہان الدین المرغینانی کتاب النکاح باب المہر 2: 200 داراحیاء التراث بیروت سن ندارد

[lxxiv] مصدر سابق

[lxxv] ہدایہ 1: 199 ،فتح القدیر کمال الدین ابن الہمام 3: 322داراحیاء التراث العربی بیروت سن ندارد

[lxxvi] سورۃ البقرۃ2: 237

[lxxvii] مصدر سابق

[lxxviii] سورۃ النساء۴:۲۴